۷۸۶

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ

استقامت

سابق

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان سپرنٹنڈنٹ گیسٹ ڈیپارٹمنٹ

ریاست پٹیالہ کا ایک خط

ایک متذبذب مسلمان کے خط کے جواب میں

جسکے مطالعہ سے اللہ تعالٰے نے اُسکو استقامت ارزانی فرمائی

حسب فرمایش

شیخ ھدایت اللہ مینجر دفتر رحمۃ للعالمین

سنہ ۱۹۲۲ء

بار سویم — تعداد جلد ایک ھزار — قیمت ۲/

ملنے کا پتہ۔ شیخ ہدایت اللہ مینجر۔ دفتر رحمۃ للعالمین۔ پٹیالہ۔ عطر والہ دروازہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و اصلی علیٰ حبیبہ الکریم

جناب من !

توفیق الٰہی آپ کی رفیق ہو۔ آپ کا خط پہنچا۔ پڑھ کر رنج بھی ہوا اور خوشی بھی۔ رنج اسلیئے کہ ایسی افسوسناک تحریر سے رنج پہنچنا ایک طبعی امر تھا۔ اور خوشی اس لئے کہ آپ نے آزادی سے اپنے خیالات ظاہر کئے اور مجھے قبل ازوقت اُن خیالات کے متعلق کچھ عرض کرنے کا موقعہ دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ آپ کا دل اسلام سے پھر گیا۔ اور عیسائیت پر مائل ہوگیا ہے۔ کیونکہ قرآن میں بہت سی باتیں خلاف عقل ہیں جن کو آپ تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال میں آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جلتی آگ سے سلامت نکلنا بیان کیا ہے۔

خرق عادات　جناب من ! اگر آپ عیسائیوں کے مندرجہ ذیل بیانات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

١　اسرائیل رات بھر خدا کے ساتھ کشتی کرتا رہا۔

٢　یوشع نے چادر مار کر دریا کو چیر ڈالا اور اس میں سے خشک نکل گیا۔

٣　یوشع کے لیئے آسمان سے آتشین رتھ آیا اور وہ اس میں سوار ہو کر آسمان کو چڑھ گیا۔

٤　یونس تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہ کر زندہ نکلا۔

٥　مسیح تین دن تک قبر میں مُردہ رہ کر پھر زندہ ہوا۔ اور حواریوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ گیا وغیرہ وغیرہ۔

تو پھر تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جلتی آگ سے سلامت نکل جانا کیوں آپ کی ٹھوکر کا سبب ہوا؟

آپ نے لکھا ہے کہ "محمد رسول اللہ کی تعلیم خدا کی طرف سے نہ تھی۔ اپنی طرف سے تھی"

جناب من ! اگر ایسا ہوتا تو آپ غور کریں کہ ان کو مسیح کی گواہی دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر وہ مسیح کو جھٹلاتے تو عرب کے سارے یہودی جو بڑے مالدار اور ذی اثر تھے۔ فوراً آنحضرتؐ سے مل جاتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جتنی تکالیف یہودیوں سے پہنچیں اتنی کسی بُت پرست قوم سے بھی نہیں۔ پھر بھی آنحضرتؐ نے مسیح پر ایمان لانے کو اپنی تعلیم کا جزو رکھا۔ اور یہودیوں کی زبردست قوم کو اپنے ساتھ ملا لینے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ آپ یہ بھی خیال فرمایئے کہ مسیح اور مریم صدیقہ کی جس قدر تعریف

اور بنہ کی آن حضرت صلعم نے فرمائی اس کا مقصود بھی عیسائیوں کو مائل کرنا نہ تھا۔ کیونکہ مسیح کی ابنیت اور الوہیت کے انکار سے تثلیث کے رد سے عیسائیوں کو بھی دشمن بنا لیا گیا تھا۔ جیسا کہ یہودیوں کو حضرت مسیح کی رسالت و صداقت کا اقرار کرنے سے دشمن بنا لیا گیا تھا۔ غور کیجئے۔ کہ اگر آنحضرت صلعم کی تعلیم اپنی طرف سے ہوتی، تو کیا وہ ایسا ہی کرتے۔ کہ دو زبردست اقوام میں سے کوئی بھی ساتھ نہ دے ان ہی ایام میں آن حضرت بت پرستی کی بھی بیخ کنی کر رہے تھے۔ اور قریش کو بھی اپنا دشمن بنا لیا تھا کیا جس شخص کی تعلیم اپنی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ دفعت واحد میں کل دنیا کو اپنا مخالف بنا لینے کی جرأت کر سکتا ہے؟

اُس وقت جبکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانچ، چھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے، جنکو پہنے کو ٹھکانہ اور کھانے کو آب و دانہ نہ تھا۔ اُس وقت خدا کا ازلی و ابدی کلام آن حضرت کو یوں تسلی دیتا تھا۔ "خدا تیرے باایمان باعمل لوگوں کو ارض مقدس کا مالک بنائیگا اور تمہارے دین کو جو خدا کا پسندیدہ ہے دنیا میں استحکام بخشے گا اور تمہارے خوف و ہراس کو بالکل امن و سلامتی سے بدل دیگا"

غور کرو، کیا ایسی مصیبت کا مارا ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے؟ جبکہ اُس کی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو۔ اب اس پیشگوئی کا ثبوت دیکھو۔ کہ مسلمان ارض مقدس کے مالک ہیں۔ وہی ارض مقدس جس کا وعدہ خدا نے ابراہیم سے، اور موسےٰ سے، اور داؤد سے کیا تھا۔ اسلام دنیا کے ہر گوشہ میں استحکام پذیر ہے۔ مردم شماری کے نقشوں سے ظاہر ہے کہ اکیلے احاطہ بنگال میں (جہاں ہندو قومیں علم اور دولت کے آسمان کی تارہ بن رہی ہیں، اور جہاں غریب مسلمان صرف ذرہ کی سی چمک رکھتے ہیں) سوا لاکھ سالانہ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ بتاؤ، کس کی کوشش ہے؟ مسلمانوں کی نسبت آپ خود قائل ہیں کہ وہ خدمت دین کا کچھ کام نہیں کرتے۔ نہ واعظ نوکر ہیں۔ نہ مشنری مقرر ہیں، نہ کوئی اشاعت اسلام کا ذمہ دار ہے۔ لیکن خدا کے کلام کی سچائی پھیل رہی ہے۔ اور قدرت کی مخفی طاقت اپنا کام کر رہی ہے۔ ہندوستان کی حکمران قوم مذہب میں ہمارے خلاف ہے۔ ہندوستان کی بڑی اور مالدار قوم (اہل ہنود) مذہب میں ہمارے خلاف ہے۔ اور پھر بھی رائی کے دانہ جیسے مسلمان پہاڑ کی طرح پھیل رہے ہیں، نہ صرف ایک ملک میں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ میں۔ کیا یورپ۔ کیا امریکہ۔ کیا افریقہ۔ کیا چین۔ کیا جزائر غرب الہند۔ اب بتاؤ کہ یہ کس کا کام ہے؟

(۲) آپ نے لکھا ہے کہ "عرب کی جہالت سُن سُن کر دنیا کو اُس سے نفرت پیدا ہوتی ہے"

خوب! اس کا ثبوت شاید آپ یہ دیں گے کہ دنیا کے ہر گوشہ سے ہر سال لاکھوں آدمی اُدھر کو بے اختیار

قرآن مجید میں مسلمانوں کی ترقی کی پیشگوئی

مسلمانوں کی روز بروز ترقی

چلے جا رہے ہیں"۔ اس میں شک نہیں کہ بعض لوگ اس سفر میں تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ لیکن قدرت نے
جو مقناطیسی کشش دنوں کے اندر اس ملک کی رکھ دی ہے وہ کم نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کے مخالف
عرب کے بدنام کرنے کو باتیں تو بہت بناتے ہیں۔ لیکن یہ تو سوچو، کہ اگر عرب ایسا نفرت کے قابل ہو گیا
تو لاکھوں اشخاص وہاں کیونکر پہنچتے ہیں؟ گزشتہ دس بارہ سال سے قرنطینہ کی سختی اور روک تھام
بڑھ گئی ہے۔ کوئی شخص لندن یا پیرس کو جائے تو قرنطینہ نہیں۔ مگر عرب کو جائے تو قرنطینہ تاہم
شمار کر لیجئے کہ لوگ کہاں کو زیادہ جاتے ہیں۔

لندن میں ہمارا دُنیوی بادشاہ ہے۔ اور عرب میں دین کا بادشاہ۔ جتنا دُنیا اور دین کا فرق اُتنا
اس تعداد میں ہو گا۔

ہاں ذرا سوچو، کہ اہلِ عرب ایسے بدوی، ایسے نہتے، ایسے قابل نفرت جیسا کہ آپ نے اُن کو خط
میں لکھا ہے۔ مگر اُن کے دین کا مرکز اور قبلہ اُن کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اور پھر دیکھو عیسائیوں کی سلطنتیں
اور اُن کا اقتدار۔ اور اُن کا یروشلم اُن کے پاس نہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ مسلمان لڑتے جھگڑتے ہیں۔ نماز کے مسئلوں کے لیئے عدالت میں جاتے ہیں"
آپ کا یہ لکھنا صحیح ہے۔ لیکن اس سے اسلام کیوں جھوٹا ٹھہرا۔ دیکھو رومن کیتھولک و پروٹسٹنٹ
ہمیشہ کے دشمن ہیں۔ رومن کیتھولک نے لاکھوں پروٹسٹنٹ قتل کیئے اور پروٹسٹنٹ نے رومن کیتھولک
جھگڑا یہ کہ عید پر فطیری روٹی کھائی جائے یا خمیری۔ علیٰ ہذا رومی کلیسا اور یونانی کلیسا کے
جھگڑے کون بھولا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے ان کے اختلافات کو عیسائیت کے کذب کی دلیل
نہیں سمجھا۔ تو اب مسلمانوں کا باہمی اختلاف اسلام کے کذب کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے؟

جنابِ من! نماز کے ارکان ہیں۔ قیام۔ قرات قرآن مجید۔ رکوع۔ قومہ۔ سجدہ۔ جلسہ۔ سلام
اور ان ارکان کے ارکان ہونے پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

آپ کہتے ہیں "کہ حدیثوں میں اختلاف ہے"۔ مگر یہ بات اُن لوگوں کے کہنے کی ہے۔ جنہوں نے علم
حدیث نہیں پڑھا۔ کوئی شخص جملہ دواوین حدیث سے دو متضاد حدیثیں جو صحت کے درجہ میں برابر
ہوں، نہیں دکھلا سکتا۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟ کہ ہزاروں راوی، اور صحت کا یہ التزام۔ ہماری عادت
نہیں کہ ہم کسی کو الزام دیں۔ مگر دیکھو کہ انجیل میں مسیح کا نسب نامہ ہی صحیح نہیں۔ نسلوں کے شمار میں
بھی غلطی ہے۔ "متی اور لوقا کے لکھے ہوئے نسب ناموں کو دیکھو۔

۱ "متی نے مریم کے شوہر کو یوسف بن یعقوب لکھا ہے۔ اور لوقا نے مسیح کو بن یوسف بن ہیلی تحریر

کیا ہے۔ یعنی یوسف کے باپ کے نام پر دونوں کو اختلاف ہے۔

۲ متی نے اپنے نسب نامہ میں مسیح کو سلیمان بن داؤد کی نسل سے بتایا ہے۔ اور لوقا نے اُن کو ناتن بن داؤد کی نسل سے اور تعجب یہ ہے کہ سلاتی ایل و اُس کے فرزند زروبابل کا نام ناتن بن داؤد والے نسب نامہ میں بھی آتا ہے۔ اور سلیمان بن داؤد والے نسب نامہ میں بھی۔

۳ متی نے اپنے نسب نامہ میں ۲۸ پشتیں شمار کی ہیں اور ۴۱ نام لکھے ہیں۔ اور لوقا نے ۵۵ پشتیں شمار کی ہیں

۴ ان اختلافات کی نسبت شاید کوئی پادری صاحب بتلا سکیں کہ الہام اور روح القدس کی مدد سے لکھی گئی کتابوں میں یہ اختلافات کیوں ہیں۔

جناب من! آپ نے لکھا ہے کہ مسلمان لوگ قرآن کی تعریف میں بہت مبالغہ کرتے ہیں جناب! صرف مبالغہ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ خدا نے دنیا کے اس آخری دور کے لئے قرآن مجید کو دل اور روح کی بیماریوں کے واسطے شفا۔ اور جملہ بنی آدم کے واسطے رحمت بنایا ہے۔ اور نجات کا دارومدار صرف اس پر عمل کرنے سے ہے۔ اس دعوٰی کا ثبوت نیچرل فلاسفی کے طور پر ایک عجیب طریقہ سے ملتا ہے

ہندؤں کا دعویٰ ہے۔ کہ وید آسمانی کتاب ہے۔ پارسیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ ژند آسمانی کتاب ہے۔
یہودیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ توراۃ آسمانی کتاب ہے۔ عیسائیوں کا دعوٰی ہے۔ کہ انجیل آسمانی کتاب ہے۔

ہم نے سب کے دعاوی کو سُنا۔ مَیں ہندؤں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وید کی زبان دُنیا میں، دُنیا کے کسی برِ اعظم میں، بلکہ ملک میں، بلکہ احاطۂ ملک میں، بلکہ ضلع میں، بلکہ پرگنہ میں، بلکہ ایک قصبہ میں بھی استعمال کی جاتی ہے؟

اب میں یہی سوال پارسیوں سے ژند کی زبان کے لئے کرتا ہوں۔
اب میں یہی سوال یہودیوں سے توراۃ کی زبان کے لئے کرتا ہوں۔
اب میں یہی سوال عیسائیوں سے انجیل کی زبان کے لئے کرتا ہوں۔

جناب من! قدرت کے زبردست ہاتھ جس کام کو ختم کر چکے اب اس میں کوئی کیا کر سکتا ہے ایک زمانہ وہ تھا جب ہندوستان کے تمام دفتروں میں شاہی زبان فارسی تھی۔ اور اب فارسی کی جگہ انگریزی ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ قدرت نے اُس خاندان شاہی کو جس کی زبان فارسی تھی، بیخ و بُن سے کاٹ دیا۔ اور اُس خاندان کو سلطنت عطا فرمائی جس کی زبان انگریزی ہے۔ اب یہ کس کے بس میں ہے کہ ہندوستان میں فارسی کو شاہی زبان بنادے۔ اسی طرح قدرت نے ہاں رب الافواج نے دنیا پر سے ہاں تمام عالم کے پردہ سے وید اور ژند اور توراۃ اور انجیل کی زبانوں کو میٹ دیا ہے۔ اور اس زبان کے

دونوں نسب ناموں میں اختلاف
قرآن کی زبان ہی الہامی مذہبی زبان ہے

بولنے والوں کو پیوند خاک کر دیا ہے۔ کیا اس زبردست شہادت سے ابھی سمجھ میں نہیں آتا، کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ قرآن مجید ہی الٰہی مذہب کی کتاب، اور قرآن مجید ہی الٰہی مذہب کے احکام کا مجموعہ اور قرآن عظیم کی زبان ہی الٰہی مذہب کی زبان قرار دی گئی ہے۔

کیا آپ یہ نہیں غور کریں گے کہ ایسی عظیم الشان السنہ (زبانوں) کا جو وید اور ژند اور توراۃ اور انجیل کی زبانیں تھیں جن کو ملکی اور دینی اقتدار سینکڑوں ہزاروں سال تک کروڑوں اربوں اشخاص پر حاصل تھا۔ دُنیا پر سے ناپید ہو جانا (ایسا ناپید ہونا کہ ایک دو ذرہ میں بھی اُس کا وجود نہ پایا جائے) نوع انسان کی کوشش سے بہت بالا تر ہے۔

اگر ان مذکورہ بالا کتابوں پر عمل کرنے والا اب تک یہی سمجھتا ہے کہ قدرت کا منشا ان کتابوں میں سے کسی ایک کتاب پر عمل کرانے کا ہے۔ تو وہ قدرت پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے۔ قدرت تو اپنا کام انجام دے چکی۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ قدرت کو ان کتابوں کی حفاظت منظور ہے۔ یا قدرت کا منشا ان کتابوں کی ہستی کا قائم رکھنا ہے؟ جناب من یہ خوب یاد رکھیئے کہ اگر ایسا ہوتا تو قدرت ان کتابوں کی زبانوں کی حفاظت پہلے کرتی اور ضرور کرتی۔

میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ آپ اس پر کامل غور فرمائیں۔ اور اکیلے بیٹھ کر اس مضمون کو تدبر کے ساتھ تین بار پڑھیں۔ تاکہ قدرت کا کھلا ہوا راز واضح طور پر آشکار ہو جائے۔

قرآن پاک پر جلدی سے یا غصہ سے اعتراض تو کرنا آسان ہے۔ لیکن غور کرو کہ قرآن کے احسان عیسائیوں پر کس قدر ہیں۔ یہود نے مسیح کو جھٹلایا۔ مریم صدیقہ پر شرمناک تہمتیں لگائیں۔ مگر عیسائیوں کے پاس بیرونی شہادت کوئی نہ تھی۔ قرآن پاک نے ظہور پکڑا۔ اور مسیح و مریم کی صداقت و طہارت کا اظہار کیا اور یہود کے جھٹلانے کو ۴۰ کروڑ مسلمانوں کی شہادت پیدا کر دی۔

عیسائیوں کی مذہبی کونسلوں نے ایسے ایسے اعتقادات قائم کیے۔ نیز حکم اور تلوار کے زور سے اُن اعتقادات کو پھیلایا۔ کہ مسیح کو اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اُقنوم اور الوہیت و انسانیت کا مجموعہ اور خدا کا بیٹا مانا جائے۔ ایسا اعتقاد صرف مذہبی کونسلوں نے ایجاد کیا تھا۔ اور انجیل کے لفظوں کی لمبی، دور از کار تاویلیں کی گئی تھیں۔ قرآن مجید نے ان غلطیوں کو کھول دیا۔ اور مسیح کی اصل تعلیم سچی عظمت کا اظہار کر دیا۔ کیا یہ عیسائیوں پر احسان نہیں؟

مذہبی کونسلوں نے عیسائی مذہب کو بالکل بُت پرستی کے مشابہ کر دیا تھا۔ اور خدائے پاک کے لامحدود اختیارات کی کنجیاں پوپ صاحب کے سپرد کر دی تھیں۔ قرآن پاک کی خالص توحید کی تعلیم نے عیسائیوں

کو جگایا۔ ان میں ایئن لوتھر مصلح جیسے اُٹھے۔ اور اُس نے قرآن پاک سے فائدہ اُٹھا کر ظاہری بُت پرستی کو دُور کیا۔ اُمید نہیں کہ پراٹسٹنٹ والے اس امر کو تسلیم کریں کہ لوتھر نے قرآن پاک سے فائدہ اُٹھایا۔ لیکن سنو کہ رومن کیتھولک والے اُسے کیا کہتے ہیں۔ وہ لوتھر کو مسلمان ہونے کا بہتان لگاتے ہیں۔ اور اسکے ثبوت میں تیرہ اعلیٰ مسائل جو اُسنے اسلام سے لیئے تھے پیش کرتے ہیں۔

اسی قرآن نے عیسائیوں میں یونیٹرین (Unitarian) کا وجود قائم کیا جو تثلیث کے بعید از قیاس مسئلہ کے منکر ہیں۔ ہاں اسی قرآنِ عظیم کے بعد ہندوستان میں گرونانک[1] صاحب۔ کبیر[2] جی۔ اور راجہ رام موہن[3] رائے جیسے ریفارمراں روشن خیال بنے۔ اور اسی قرآن پاک نے دیانند جی جیسے اشخاص کو اپنے ہی مت کے اندر توحید ثابت کرنے کی توجہ دلائی (علمی احسانات کا میں اس جگہ ذکر نہیں کرتا)۔ کیا کوئی شخص جس کو علم تاریخ سے ذرا لگاؤ ہو۔ اور وہ اہل اسلام کی کوششوں سے جو تبلیغ قرآن عظیم کے متعلق انہوں نے کی ہیں واقف ہو۔ اور جس طرح مسلمانوں سے مختلف اقوام نے استفادہ کیئے۔ اُن حالات سے باخبر ہو۔ وہ ان باتوں سے انکار کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

جناب من! آپ کو معلوم ہے کہ یورپ کیونکر عیسائی بنا۔ کیا یہ قیصر کی جلادی کا نتیجہ نہیں؟ اس کے مقابلہ میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ تاتاری حکمران قومیں جنہوں نے اسلامی ممالک پر صدیوں تک حکومت کی کیونکر مسلمان ہوئی تھیں۔ تاتاری مسلمانوں کے دشمن جانی ہوکر بغداد تک پہنچے۔ انہوں نے عہد کرلیا تھا۔ کہ دُنیا سے اسلام کا اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیں گے۔ تاتاریوں نے اسلامی ممالک کو زیر وزبر اور خلافتِ بغداد کو بے نام ونشان کردیا۔ علماء کے خون سے بغداد کے گلی کوچے سُرخ۔ اور علماء کی قلمی کمائی سے آبِ دجلہ سیاہ بنا دیا۔ لیکن اسلام کا معجزہ ان پر بھی آشکار ہوا۔ اور خونخوار فاتحین کو کمزور مفتوحین کے مذہب نے فتح کرلیا۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا اسلام کے سوا اور کسی مذہب کے پاس بھی ایسی روشن مثالیں ہیں؟

یورپ کا عیسائی اور تاتاریوں کا مسلمان ہونا

شاید کوئی شخص آپ کو اسلام کا حکم جہاد یاد دلائے اور پھر کہے کہ اسلام تو بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے لیکن آپ میری بات پہلے غور کرلیں۔ تلوار کے زور سے مذہب پھیلانے کے لیئے ضروری ہے۔ کہ تلوار چلانے والے اشخاص پہلے سے موجود ہوں۔ اور وہ لوگ جو کل دُنیا کے مقابلہ میں تلوار اٹھائیں۔ ضروری

[1] گرونانک صاحب کا جب انتقال ہوا تو ہندوں نے کہا وہ ہندو تھے۔ اس لئے اُن کو جلا دیں گے۔ مسلمانوں نے کہا وہ مسلمان تھے اسلئے ہم اُن کو دفنائیں گے۔ [2] کبیر پنتھ والوں کا اقرار ہے کہ کبیر جی کا تعلق پرورش و ولادت کا ایک مسلمان خاندان سے تھا۔ [3] راجہ رام موہن رائے براہمو سماج کے اول بانی ہیں۔ براہمو سماجیوں کو انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ انہوں نے قرآن مجید سے فیض اور فائدہ حاصل کیا۔ ۱۲

ہے کہ بڑے جری۔ کمال بہادر۔ نڈر۔ صاحب حوصلہ۔ صاحب ارادہ۔ اور قوم کے سربرآوردہ لوگ ہوں کیونکہ دنیا پر ایسے لوگ ہی غالب آسکتے ہیں۔ قابل غور یہ ہے کہ اسلام نے ایسے لوگوں کو کیونکر اپنا مطیع بنایا۔ اور کیونکر اُن کی تلوار حکم اسلام کے نیچے آئی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کا سبب کچھ اور ہونا چاہیئے۔ وہ سبب ظاہر ہوگا۔ تعلیم و ہدایت! ذرا غور کرو کہ جس مذہب نے اپنے آغاز و ابتدا میں ہی ایسے بہادروں اور نام آوروں کو اپنا مطیع بنا لیا تھا۔ جو بعد میں دنیا کے مالک ٹھہرے۔ تو پھر ایسے مذہب کو کیا ضرورت آپڑی تھی۔ کہ وہ تعلیم اور ہدایت کے کامیاب و بے ضرر طریق کو چھوڑ کر تلوار اُٹھاتا جس میں ضرر کا احتمال تو فریقین کو یکساں و مساوی ہوتا ہے۔ اور کامیاب ہونے کی اُمید یقینی نہیں ہوتی۔ جب آپ غور فرما لیں گے۔ تب آپ کو جہاد کی ابتدائی تاریخ اور غایت معلوم ہو جائیگی۔

جہاد کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی دشمن مسلمانوں کی جان و ایمان پر حملہ کرے تب مسلمانوں پر اپنی جان کا بچاؤ اور اپنے دین کا بچاؤ کرنا ضروری اور فرض ہو جاتا ہے۔ یہ تعریف جو مذہب نے جہاد کی کی ہے۔ یہی تعریف قانون نے حفاظت خود اختیاری کی کی ہے۔ یاد رکھیئے کہ جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنا ہے۔ ہاں ذرا انجیل تو دیکھیئے اور پادری صاحبان کو بھی دکھلایئے۔ کہ مسیح نے اپنے حواریوں کو خود مسلح کیا۔ اور مسیح کی حمایت میں حواریوں نے مسیح کے سامنے تلوار چلائی ہے۔ لوقا ۳۶ باب ۲۲ درس میں حضرت مسیح کا یہ حکم ہے "اب جس کے پاس بٹوا ہو لیوے اور اسی طرح جھولی بھی۔ اور جس کے پاس نہیں وہ اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خریدے" متی ۲۶ باب ۵۱ درس میں ہے۔ یسوع مسیح کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی۔ اور سردار کاہن کے نوکر پہ چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا۔ یوحنا ۱۸/۱۰ -

مجھ کو اندیشہ ہے کہ میری طول کلامی کہیں نازک مزاج دوست کو گراں نہ گذرے۔ لیکن تھوڑا سا اور بھی لکھنے کی جرأت کرتا ہوں "آپ نے کبھی عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ پر کبھی غور کیا ہے۔

اوّل کہا جاتا ہے کہ مسیح الوہیت اور انسانیت کا مجموعہ تھا۔ مسیح نے اپنی الوہیت کے اقتدار سے سب کے گناہوں کو اپنے اُوپر لے لیا۔ اور مسیح انسانیت سے صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ ذرا غور فرمایئے کہ صلیب پر لٹکایا جاتا ہے انسانیت کو اور اُس نے گناہوں کو نہیں اُٹھایا۔ بچ جاتی ہے الوہیت جس نے گناہوں کو اُٹھایا تھا۔ آپ کو کوئی مسیحی عالم ایسا نہیں ملیگا۔ جو یہ کہتا ہو کہ مسیح کی الوہیت صلیب پر لٹکائی گئی تھی رہ گئی انسانیت اگر انسانیت کو ہی کفارہ اور فدیہ بننا تھا۔ تو مجموعہ الوہیت و انسانیت کے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ خدا اور مذہب کے لیئے سینکڑوں پاک انسانوں کی قربانیاں مسیح سے پہلے اور پیچھے ہوتی رہی ہیں۔ ہاں انجیل کو دیکھو کہ مسیح تو صلیب کے نیچے جا کر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے

کہ مسیح کی انسانیت بھی صلیب پر چڑھنے کے لئے اپنی رضامندی اور خوشی سے تیار نہیں۔

دوم۔ پیشگوئیوں میں برہ کا ذبح کیا جانا درج تھا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ برہ سے حضرت مسیح مراد ہیں۔ لیکن انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ذبح نہیں کئے گئے۔ اور ان کی کوئی ہڈی بھی نہیں توڑی گئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح صلیب پر بھی لٹکائے گئے۔ تاہم پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اُن کو کفارہ نہیں بنایا گیا۔

کفارہ اور اعمال۔

سوم۔ مسیح کے جن حواریوں نے اُن کو صلیب پر لٹکتے دیکھا۔ اور پھر آسمان پر چڑھتے دیکھا انہوں نے ہمیشہ اعمال پر زور دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ایمان بغیر اعمال کے جیسے بدن۔ بغیر روح کے ہے۔ لیکن متاخرین نے جن میں پولوس بھی شامل ہے۔ کفارہ پر اتنا زور دیا کہ شریعت کو بھی ایک لعنت ٹھہرایا۔ اب قابل غور ہے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے۔

چہارم۔ پادری صاحبان کفارہ کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ اگر خدا گنہگاروں کو سزا دیتا تو یہ اُس کے رحم کے خلاف تھا۔ اور اگر چھوڑ دیتا تو یہ عدل کے خلاف ہوتا۔ اِس لئے اُس نے اکلوتے بیٹے کو بھیجا۔ اُس نے گنہگاروں کے گناہوں کو اُٹھایا۔ اُن کے بدلہ خود عذاب سہا۔ اس طرح عدل پورا ہو گیا۔ اور رحم کرنے کا طریق نکل آیا۔ لیکن آپ غور سے معلوم کریں گے۔ کہ گنہگار کو چھوڑ کر بے گناہ کو سزا دینا بالکل ہی عدل کے خلاف ہے۔ اور عاصی کو چھوڑ کر بیٹے کو عذاب میں ڈالنا بالکل ہی رحم کے خلاف ہے۔ اور اس لئے اعتراض اب زیادہ سنگین ہو گیا ہے۔

حقوق اور رحم و عدل۔

قرآن پاک پر کہنے کو اعتراض تو سب کر لیتے ہیں۔ مگر اسی مسئلہ میں دیکھو۔ کہ قرآن عظیم نے اس عقدہ کو جو مسیحی علماء کے لئے لاینحل تھا۔ کس آسانی سے سُلجھایا ہے "حقوق کی دو اقسام ہیں:۔

۱۔ حقوق الہٰی۔ ان کا فیصلہ رحم سے ہوگا۔ ۲۔ حقوق عباد۔ ان کا فیصلہ عدل سے ہوگا۔

آپ غور کریں۔ کہ انتظام دنیا بھی قائم رہا اور عظمت دین بھی آشکار ہو گئی۔ اور الوہیت کو جامہ بشری میں ملبوس کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑی۔"

جناب من! میرا تو یہ دعویٰ ہے کہ جو شخص توراۃ و انجیل کو غور سے پڑھے گا۔ اُس کو قرآن عظیم کی ضرورت کا خود بخود [illegible] پڑیگا۔" توراۃ یعنی خداوند کا پُرانا عہد نامہ دیکھو۔ جو حضرت موسیٰ کی کتاب سے شروع ہوتا۔ اور ملاکی نبی کی کتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس مجموعہ کی سب کتابوں میں ایک موعود کی پیش خبریاں ملتی ہیں۔ اور اس سے عیسائی صاحبان کو بھی اتفاق ہے۔" اس کے بعد خداوند کے نئے عہد نامہ یعنی انجیل کو دیکھو۔ اُس میں حضرت مسیح کے سب سے آخری وعظ کے الفاظ یہ ہیں:۔

۱۲- میری اور بہت سی باتیں ہیں۔ کہ میں کہوں۔ پر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے۔

۱۳- لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گا۔ اس لیئے کہ وہ اپنی نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ وہ سُنے گا سو کہے گا۔ اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گا۔

۱۴- وہ میری بزرگی کرے گا[1]۔ یوحنا ۱۶ باب۔

اس تقریر سے آپ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ توراۃ و انجیل ہم کو تکمیل کے انتظار میں چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ اور قرآنِ عظیم اُس انتظار کو دور کر کے آخری شاہی فرمان کا اعلان کرتا ہے:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

ترجمہ۔ آج تمہارا دین کمل کر دیا گیا۔ اور نعمت کو پورا پورا دیا گیا۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ اسلام ہی تمہارا دین ہو۔

نکتہ شناسوں کے لیئے یہی اعلان قرآن اور رسول پاک کی برتری کے لیئے اعلیٰ برہان ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ گو توراۃ و انجیل نے ایک آنے والے کی تو خبر دی لیکن یہ کہاں بتایا۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اور کہاں ہوگا۔ اور کس کس صفت و اخلاق کا ہوگا۔ تو ہم اُس کے اطمینان اور سکون قلب کے لیئے مختصر طور پر اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ جو اس بارہ میں اُن کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

میرا مدعا ان کتابوں سے ایسی سب پیشگوئیوں کا جمع کرنا نہیں۔ کیونکہ اگر میں ایسا کروں۔ تو یہ خط ایک کتاب بن جائے۔ بلکہ صرف آپ کو یہ دکھلانا ہے۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں توراۃ اور انجیل کی کیسی کیسی شہادتیں موجود ہیں۔

میں لکھ چکا ہوں کہ عہد نامہ قدیم کی آخری کتاب ملاکی نبی کی کتاب ہے۔ پس اس مجموعہ میں جو پیشگوئیاں ہیں اُن کی مصداق یا تو مسیح ہو سکتے ہیں۔ یا کوئی اور۔ بے شک مسیح کی بابت بھی ان کتابوں میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اور حضرت متی حواری نے اپنی انجیل میں اُن سب پیشگوئیوں کو جو اُن کی بابت تھیں جمع کر دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف کتاب کی تحریری پیشگوئیوں کو ہی جمع کیا۔ بلکہ زبانی روایات سے بھی جو کچھ اُن کو ملا۔ اُسے بھی قلم انداز نہیں کیا جس سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسیح کی متعلقہ کسی پیشگوئی کو اپنی کتاب سے باہر نہیں چھوڑا۔

اب جب آپ اُن پیشگوئیوں کو پڑھیں گے۔ جو میں پیش کرونگا۔ تو آپ معلوم کریں گے کہ ان پیشگوئیوں

---

[1] غور کرو حضرت مسیح صرف اُن ہی الفاظ میں اپنی بزرگی سمجھتے ہیں جو نبی موعود اُن کی شان میں استعمال کرے۔ پس جو الفاظ اس نبی نے حضرت مسیح کے حق میں استعمال نہیں کیئے۔ بلکہ صرف خوش فہم مسیحوں نے اُن کا استعمال کیا ہے۔ وہ حضرت مسیح کے لیئے بزرگی کا موجب نہیں ہو سکتے۔ ۱۲

حضرت متی حواری نے حضرت مسیح کے متعلق نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ کسی دوسرے مقدس بزرگوار کی بابت ہیں۔
اب رہی یہ بات کہ کس کی بابت ہیں۔ پیشگوئیاں خود آپ کو بتلادیں گی۔ یہاں تک تو توراۃ کی پیشگوئیوں کے متعلق عرض کیا گیا۔ لیکن جو پیشگوئیاں خداوند کے نئے عہدنامہ میں ہیں اُن کی بابت تو بالبداہت ظاہر ہے۔ کہ وہ مسیح کی بابت نہیں۔ اس تمہید کو آپ خیال رکھ کر پھر مندرجہ ذیل پیشگوئیوں پر دل سے ایمان سے غور کریں۔

۱۔ پیشگوئی:۔ کہ آنحضرت سیدہ ہاجرہ کی اولاد سے عرب میں پیدا ہوں گے۔" اور سیدہ ہاجرہ کی اولاد سیدہ سائرہ کی اولاد سے بڑھ جائے گی"۔

"اے بانجھ۔ تو جو نہیں جنتی تھی۔ خوشی سے للکار۔ تو جو حاملہ نہ ہوئی تھی وجد کرے گا۔ اور خوشی سے چلا۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے۔ کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہیں"۔ یسعیاہ ۵۴ باب۔

شرح۔ بانجھ سے ملک عرب مراد ہے جہاں اب تک کوئی نبی پیدا نہ ہوا تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بے شک عرب میں رہے۔ لیکن اُن کی پیدائش بھی عرب کی نہ تھی۔ جس طرح کنواری سے بچہ کا ہونا معجزہ ہے اسی طرح بانجھ سے بھی۔ پس نبی آخرالزمان کی عرب میں پیدائش بطور معجزہ بتلائی گئی ہے۔
خوشی سے للکارنا۔ وجد کرکے گانا۔ خوشی سے چلاّنا کا ظہور اگر دیکھنا ہو تو حج کے موسم میں لبیک اللّٰھم لبیک وسعدیک کے نعرے سنو۔ اور صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ کے ترانے سنو۔ جو صفا اور مروہ پر چڑھ کر لگائے جاتے ہیں۔

بیکس چھوڑی ہوئی سیدہ ہاجرہ تھی۔ جن کو نہایت بے کسی کی حالت میں سنسان عرب کے بے آب و گیاہ دشت میں چھوڑا گیا تھا۔ اور جن کا ایسے مقام میں ۲۴ گھنٹہ تک زندہ رہنا بھی تعجب تھا۔ خصم والی سیدہ سارہ تھی۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے پاس شام کے سرسبز ملک اور نازونعم میں رہی تھیں۔ ایسی بے کس موت کے مُنہ میں آئی ہوئی کی اولاد کا خانہ آباد دل شاد والی کی اولاد سے بڑھ جانا دوسرا معجزہ ہے۔

۲۔ پیشگوئی۔ اہل عرب کی فتوحات اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کی بابت۔
"اپنے خیمہ کے مقام کو بڑھاوے۔ ہاں اپنے مسکنوں کے پردے پھیلا دے۔ دریغ مت کر اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر۔ اس لئے کہ تو داہنے اور بائیں بڑھے گی۔ اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی۔ اور اُجاڑ شہروں کو بساوے گی۔ یسعیاہ ۵۴ باب۔

یہ خطاب بھی عرب کی طرف ہے۔ عرب کے خیموں کا اور لشکروں کا دیگر ممالک میں پہنچنا بھی صحیح نکلا۔ اور عرب نے اپنے داہنے ہاتھ کے ملکوں یعنی ایران اور یمن کو بھی فتح کیا۔ اور اپنے بائیں ہاتھ کے

ملکوں مصر افریقہ۔ اُندلس کو بھی فتح کیا۔ بنی اسرائیل کی قوموں کے بھی وارث ہوئے۔ اور شام کے اُجڑے شہروں کو بھی بسایا۔

۳۔ پیشگوئی۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی اور مکہ اور مدینہ کا ذکر۔
بیابان اور اُس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے۔ یسعیاہ ۴۲ باب ۱۱ درس قیدار آنحضرت صلعم کے بزرگ ور اسمعیل علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ مکہ اور مدینہ اُنہیں کے دیہات ہیں اس ورس میں بتلایا گیا ہے کہ نبی موعود قیدار کی اولاد سے ہوں گے۔ اور مکہ اور مدینہ گاؤں سے خاص عزت حاصل ہوگی۔ آواز بلند کرنے سے ذکر تسبیح و تہلیل اور صدائے اذان وصلوٰۃ مراد ہے۔

۴۔ پیشگوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات اور ختم نبوت کی۔
ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اُس کے کندھے پر ہوگی۔ اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت پر اور اُس کی مملکت پر آج سے لے کے ابد تک بندوبست کرے گا۔ یسعیاہ ۹ باب ۶، ۷ درس۔

شرح۔ ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا، ایک بیٹا سے اپنے ماں باپ کا اکلوتہ بچہ مراد ہے۔ جیسے آن حضرت صلعم تھے۔ پادری انجیل کی رو سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے اور بھی بہن بھائی تھے۔ شاید آپ کو کوئی کہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے متعلق ہے۔ لیکن اُس کو اُسی کتاب کا، باب دکھلاؤ۔ جس میں مسیح کی بابت پیشگوئی یہ ہے:۔
"باوجود اس کے خداوند تم کو ایک نشان دے گا۔ دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام امانوائل رکھے گی"۔ اِس میں لڑکے کا نام، اُس کی ماں کی صفت صاف بتلادی گئی۔ اب ۹ باب میں اُسی کو ایک بیٹا نہیں کہہ سکتے تھے۔ ماں غور کرو۔ کہ ساتویں باب میں مسیح کی خبر ہے کہ آٹھویں باب میں حالت زمانہ مابعد مسیح کی۔ اور نویں باب میں آن حضرت م کی بشارت ہے۔ جن کی خصوصیات وضاحت سے اس پیشینگوئی میں ہیں۔

۲۔ سلطنت اُس کے کندھے پر ہوگی، شرح۔ آن حضرت ؐ کے کندھے پر سلطنت بھی تھی (یعنی سلطنت حاصل تھی جسکو پس پشت ڈال رکھا تھا) اور مہر نبوت بھی شانہ پر تھی۔ حضرت مسیح میں دونوں باتیں نہ تھیں۔

۳۔ وہ اس نام سے عجیب کہلاتا ہے، شرح۔ مسیح ایسا نام نہ تھا۔ جو عجیب ہو۔ کیونکہ توراۃ میں داؤد م سلیمان م وغیرہ دیگر انبیاء و پادشاہان بنی اسرائیل کو بھی مسیح کہا گیا ہے۔ لیکن محمد ضرور عجیب

نام ہے۔ جو اپنے مسمّٰی کے برترین محامد کی خبر دیتا ہے۔ اور عجیب بات یہ کہ اس نام کا آن حضرت مؐ سے پیشتر کوئی شخص نہیں ہوا۔

۴۔ مشیر خدائے قادر: شرح۔ یہ صفت بھی محمدؐ رسول اللہ کی ہے۔

اِسی لئے وہ مشورہ پر اپنا مدار رکھتے ہیں۔

اِسی لئے وہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (معاملات میں مشورہ لیاکر) کا حکم سُناتے ہیں۔

اسی لئے وہ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (انکی عادت باہم مشورہ کرتے رہنا ہے) کو اپنی اُمت کا رویہ قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اسکو حضرت مسیح کی صفت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ تو بقول ان کے خود ہی قادر تھے۔ نہ کہ مشیر قادر۔

ختمِ نبوت کا قدرت کی جانب سے مشرت۔

۵۔ ابدیت کا باپ: شرح۔ عیسائیوں کا دعوٰی ہے۔ کہ حضرت مسیح۔ ابدیت کا باپ ہیں۔ اب حضرتِ مسیح کی سنو۔ وہ آخری وعظ میں فرماتے ہیں "میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ درس۔ عیسائیوں کے دعوٰی کو مسیح نے رد فرمایا۔ اس کی تائید یسعیاہ ۹ باب ۱۴ درس سے ہوتی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں "سو خداوند اسرائیل کے سر اور دُم اور شاخ اور نَے کو ایک ہی دن میں کاٹ ڈالے گا"۔ یہ الفاظ بالکل اس پیشگوئی کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ جس میں ابدیت کے باپ کی خبر دی گئی۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ابدیت کا باپ بنی اسرائیل میں سے نہیں۔ بے شک یہ صفت تو بالخصوص ہمارے آقا سید محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ کیا آپ کو آن حضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے میں شک ہے۔ تو ذرا غور کیجیئے۔

۱۔ پہلے بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی ہوئے۔ اب محمد رسول اللہ کے بعد کیوں یہودیوں میں بھی کسی کی نبوت تسلیم نہیں کی گئی۔

۲۔ مسیح کے بعد اور محمد رسول اللہ سے پہلے عیسائیوں میں بہتیرے لوگ رسول مانے گئے۔ لیکن آنحضرتؐ کے بعد کیوں عیسائیوں کے اندر بھی کسی کو رسول نہیں مانا گیا۔

۳۔ ہندوستان میں ۳۳ کروڑ دیوتا ہوئے۔ لیکن محمد رسول اللہ کے بعد یہاں بھی ہندوؤں میں کوئی اَوتار نہیں اُترا۔

۴۔ وید کی ایک ایک شرتی کا درشن ایک ایک رشی نے پایا ہے۔ اور اس طرح پر وید کا کلام کئی ہزار رشیوں کے الہام کا مجموعہ ٹھہرتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ کے بعد کیوں کسی رشی کو کسی شرتی کے درشن نہیں ہوئے۔

۵۔ ایران میں زردشت۔ جاماسپ وغیرہ پر یزدانی سروش اُترتا تھا۔ اب پارسیوں میں کیوں کسی کے پاس یزدانی احکام نہیں آتے۔

یہ سب قدرت کے روشن دلائل ہیں۔ کہ ارادت الٰہیہ نے نبوت کے سلسلہ کو سیدنا و مولانا محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس و انور پر ختم کر دیا ہے۔ اور اس سلسلہ کی ختمیت کا یقین بنی نوع انسان کی طبائع میں مرکوز کر دیا ہے۔ بے شک آن حضرت صلعم کی ہی مبارک ذات ہے جس کو ابدیت کا باپ ہونے کا شرف ہے۔ کیونکہ ابدیت کا باپ اور خاتم النبیین دونوں مرادف وہم معنے ہیں۔

۶۔ سلامتی کا شہزادہ؛ شرح۔ سلامتی کا شہزادہ وہی ہے جو اسلام کا سرتاج ہے۔ کیونکہ انجیل کے مترجموں نے لفظ اسلام کی جگہہ سلامتی کا استعمال کیا ہے۔

سلامتی کا شاہزادہ وہی ہے۔ جو دار السّلام کا مالک ہے۔

سلامتی کا شاہزادہ وہی ہے۔ جو سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین کی بشارت سُناتا ہے

سلامتی کا شاہزادہ وہی ہے۔ جو تحیّتھم فیھا سلام کی نوید دیتا ہے۔

سلامتی کا شاہزادہ وہی ہے۔ جس نے السّلام علیکم۔ وعلیکم السّلام کو اسلام کا تیسرا حصہ قرار دیا ہے

۷۔ اُس کی سلطنت کے اقبال۔ اور سلامتی کی حد نہ ہو گی؛ شرح۔ اس فقرہ میں دُنیوی اور دینی برکتوں کا مجموعاً ذکر ہے۔ اقبال سلطنت اسلیئے لا انتہا ثابت ہوا کہ ھلک قیصر ولا قیصر بعدہٗ ھلک کسریٰ ولا کسریٰ بعدہ کا حکم اُسی کے اقبال نے دیا تھا۔ اور دُنیا کی ان دونوں شہنشاہیوں کو نیچا دکھا یا تھا۔ اور سلامتی اس لیئے لا انتہا ہے۔ کہ اسلام دنیا کے ہر گوشہ میں ہر طبقہ میں پہنچا۔ اور ہر زمانہ میں ترقی پذیر رہا ہے۔

۸۔ وہ داؤد کے تخت پر اور اُس کی مملکت پر ابد تک بند وبست کریگا؛ شرح۔ داؤد کا تخت یروشلم ہے۔ اور داؤد کی مملکت ملک شام ہے۔ دونوں پر آنحضرت صلعم کے ادنیٰ خادم کا (جس کو خادم الحرمین ہونے پر صد گونہ فخر ہے) مسلسل قبضہ ہے۔

۵۔ پیشگوئی۔ کہ حجاز کے متصلہ ممالک۔ آن حضرت صلعم کے حیات میں ہی اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔ اُونٹنیاں کثرت سے آکے تجھے چھپالیں گی۔ مدیان اور عیفہ کی اُونٹنیاں۔ وے سب جو سبا کی ہیں آویں گی۔ وے سونا اور لبان لاویں گی۔ اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سُناوینگی۔ یسعیاہ ۶۰ باب ۶ درس۔

شرح۔ اس پیشگوئی میں تین فقرے ہیں۔ ۱۔ اُونٹنیاں کثرت سے آکے تجھے چھپالیں گی۔ اس میں اُن وفود (ڈیپوٹیشن ہا) کی خبر ہے۔ جو مختلف ممالک اور قبائل کی جانب سے آن حضرت صلعم کی خدمت اقدس میں تعلیم اسلام کے لیئے حاضر ہوتے رہے۔

۲۔ مدیان اور عیفا کی اُونٹنیاں۔ مدیان حضرت ابراہیم خلیل کے بیٹے اور عیفا پوتے کا نام ہے۔ یہ بنی قطورہ ہیں۔ ان کی اولاد حدود حجاز سے خلیج فارس تک آباد تھی۔ اور یہ لوگ آن حضرت صؐ کے مبارک عہد میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ اور زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا کرتے تھے۔

۳۔ وے جو سبا کے ہیں۔ سبا ملک یمن ہے جو محض تعلیم سے مسلمان ہوا تھا۔ اور اسی کی طرف سے الحمد للہ کی بشارت آنے کی اشارت ہے۔

اِن ممالک کا خراج اور تحائف آن حضرت صؐ کے حضور میں پیش ہوتے تھے۔

۴۔ پیشگوئی۔ بنی اسماعیل کا مسلمان ہونا۔ قربانی کی رسم کا جاری ہونا۔ کعبہ کا قبلہ قرار دیا جانا۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے وے منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاویں گے۔ اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ یسعیاہ ۶۰ باب ۷ درس۔

شرح۔ حضرت مسیح کا قول ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس بھیجا گیا ہوں اور اس پیشگوئی میں قیدار کی بھیڑوں اور نبیط کے مینڈھوں کا ذکر ہے۔ واضح ہو کہ قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دوسرے بیٹے کا نام ہے۔ اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی شاخ میں سے ہیں۔ قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی۔

نبیط حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہے جنکی اولاد الحجر کے وسط سے مشرق کی جانب اور وادی القریٰ کے اندر تک۔ اور جنوب کی طرف حدود حجاز تک آباد ہوئی۔ بنو قیدار اور بنو نبیط (نبیات) کے مسلمان ہو جانے کی خبر ہے۔ جو واقع ہوئی۔ اور منیٰ پر بعد از حج قربانی کا کیا جانا لازمی ٹھہر گیا۔ جہاں لاکھوں حاجی کروڑوں قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ بنو قیدار اور بنو نبیط کی آبادی کے مقامات کا پتہ لگ گیا ہے تو شوکت کا گھر کعبہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ شوکت کا گھر بیت الحرام کا ترجمہ ہے اُس کو بزرگی کا دیا جانا اُس کا قبلہ تسلیم کیا جانا ہے۔ جو عہد نبوی میں ہوا۔

۷۔ پیشگوئیاں۔ انجیل و توراۃ کی جن میں آنحضرت صؐ کا اسم مبارک ہے۔

ہر شخص کو یہ خیال گزرے گا کہ جس عظیم الشان نبی کی بابت تمام پہلے صحیفوں میں اس کثرت سے اور اس وضاحت سے پیشگوئیاں موجود ہیں۔ کیا اُس کا نام بھی تبلایا گیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ بے شک توراۃ و انجیل میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بھی تبلایا گیا ہے۔ اور یہ نام بکثرت دیا گیا ہے۔ لیکن ترجمہ کرنے والوں کی دانستہ یا نادانستہ غلطیوں نے شکل بدل دی ہے۔ ہمارے ہاتھ میں جو اُردو کی بائیبل ہے

وہ اصل زبان سے بلا واسطہ ترجمہ نہیں کی گئی۔ بلکہ ترجمہ در ترجمہ ہے۔ آپ اس امر کو ذہن نشین کر کے مندرجہ ذیل پیشگوئیوں پر غور کریں:۔

اوّل۔ تو اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھے گی یسعیاہ ۶۰ باب ۱۸ درس غور فرمایئے۔ کہ ستودگی ترجمہ ہے محمدیت کا۔ چونکہ لفظ محمدیت کے لکھنے سے عیسائیوں کو سخت نقصان پہنچتا۔ اسلیئے اسلیئے اُس کا ترجمہ فارسی زبان میں کر دیا۔ یہ واضح ہے۔ کہ اس مقام پر ستودگی کا لفظ اتفاقاً واقع نہیں۔ یسعیاہ ۶۱ باب ۱۱ درس کے یہ لفظ ہیں:۔ خداوند یہوداہ صداقت اور ستودگی کو ساری قوموں کے حضور اُگاویگا۔

دوم۔ غزل الغزلات میں حضرت سلیمان علیہ السّلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا حلیہ بیان کیا ہے۔ دیکھو باب ۵ درس ۱۰۔ حلیہ کے بعد اُنہوں نے نام بتلایا ہے۔ جس کو ترجمہ میں بدل ڈالا گیا۔ بائیبل میں موجودہ الفاظ یہ ہیں:۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے" جس لفظ کا ترجمہ عشق انگیز کیا گیا ہے وہ عبرانی میں لفظ محمدیم ہے۔ عبرانی میں یم علامت تعظیم ہے۔ جیسے الوہ سے الوہیم بمعنی اللہ تعالیٰ۔ اور بعل سے بعلیم بمعنی بعل بزرگ۔ اسی طرح محمد سے محمدیم بمعنی حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) عبرانی سے ترجمہ کرتے وقت اسم کا ترجمہ بطور صفت کیا گیا۔ اور دیگر مترجمین نے صفت کا اثر و نتیجہ لے لیا۔ لیکن جب اصل کتاب میں محمدیم موجود ہے۔ تو خدا کی حجت سب پر ختم ہو چکی۔

سوم۔ حجی نبی کی کتاب کا باب ۲ دیکھو۔ اور ۶ درس سے ۹ تک پڑھو۔ کہ آنحضرتؐ کا نام بھی ہے۔ اور کعبہ کو یروشلم کی جگہہ قبلہ مقرر کرنے کا ذکر بھی ہے۔

۶۔ ہنوز ایک مرتبہ تھوڑی سی مدت بعد میں آسمان و زمین اور تری و خشکی کو ہلادوں گا۔

۷۔ بلکہ میں ساری قوموں کو ہلادوں گا۔ اور ساری قوموں کی مرغوب چیزیں یہاں آئیں گی۔ اور میں اس گھر کو جلال سے بھر دوں گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔

۸۔ چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔

۹۔ اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ اور میں اس مکان کو سلامتی بخشوں گا۔

ساتویں درس کے جن الفاظ پر خط کھینچا گیا ہے۔ عبرانی توراۃ میں اُس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ وَبَاُؤ حِمْدَتْ کُلَّ ھَکوئیم۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سب قوموں کا حمد آوے گا۔ یعنی محمدؐ جس کی حمد سب اقوام کریں۔ عبرانی لفظ حِمْدُتْ ہے۔ جس کے عربی میں معنی حمد ہیں۔ اُردو ترجمہ والے نے خدا جانے

کہاں سے مرغوب چیزیں اس کا ترجمہ کر دیا۔ اور ہاتھ آئیں گی اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ گھر کو جلال سے بھر دینے کا ذکر ساتویں درس میں بھی ہے۔ اور نویں میں بھی۔ آٹھویں درس میں یروشلم کو چاندی اور کعبہ کو سونا بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ پچھلا گھر جس کا ذکر نویں درس میں ہے وہ کعبہ ہے۔ جو یروشلم کے بعد ہمارا قبلہ ٹھہرا۔ اور پہلا گھر یروشلم تھا۔ پچھلے گھر کے جلال کا زیادہ ہونا اس طرح ثابت ہے۔ کہ مکان کو سلامتی بخشی گئی۔ اسی لیئے عرب اس کا نام دار السلام کہتے ہیں۔ اور اسی لیئے قرآن میں اسکی صفت یہ ہے۔ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (جو شخص اس گھر میں داخل ہوتا ہے اُس کے لیئے سلامتی ہے)۔

چہارم۔ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ درس میں ہے " میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا۔ قابل تصفیہ یہ ہے کہ تسلی دینے والا حضرت مسیح کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ ثابت شدہ ہے کہ مسیح نے اس جگہ لفظ فارقلیط استعمال کیا تھا۔ جب انجیل کا ترجمہ کالدی زبان سے یونانی میں کیا گیا۔ تب فارقلیط کا ترجمہ کلیوطاس کیا گیا۔ یہ صحیح ترجمہ تھا۔ غلط نویسوں نے کلیوطاس کو کلیطاس لکھ دیا۔ اور ترجمہ کے وقت اُس کا ترجمہ تسلی دہندہ کیا گیا یعنی تسلی دہندہ کلیطاس کا تو صحیح ترجمہ ہے۔ لیکن کلیطاس فارقلیط کا صحیح ترجمہ نہیں۔ فارقلیط کا صحیح ترجمہ احمد ہے۔ اور اب یہ انجیل کا فقرہ قرآن مجید کی اس آیت کا ہم معنے ہو گیا ہے۔ ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

کاش عیسائی صاحبان اس ترجمہ در ترجمہ عبارتوں کے نقصانات سے آگاہ ہو جاتے تو ایمان لانے میں جو حجاب اُن کے سامنے گرا ہوا ہے اُٹھ جاتا۔

بعض عیسائیوں نے اس پیشگوئی کے متعلق عجب تاویل کی۔ کہ تسلی دہندہ سے مراد روح القدس ہے۔ جو حواریوں پر نازل ہوئی تھی۔ لیکن انہوں نے یوحنا ۱۴ باب ۳۰ درس کا خیال نہ کیا۔ اس میں حضرت مسیح کے یہ لفظ ہیں۔ " اُس جہان کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اُس کی کوئی چیز نہیں " عیسائیوں کا اصولی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خدا۔ بیٹا۔ روح القدس کا جلال۔ قدرت۔ قیومیت برابر کی ہے۔ اور اس پیشگوئی میں مسیح اُس بزرگوار کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ جس کی صفات عالیہ میں سے مسیح کو کوئی بات حاصل نہیں۔ اور اسی لیئے وہ اس جہان کا سردار ہے۔ جہان کا سردار ترجمہ ہے سرور عالم۔ جو آن حضرت صلعم کا علم ہے۔ اور ترجمہ ہے سید وُلد آدم کا۔ جو آن حضرت صلعم کا الہامی خطاب ہے۔

اسی مقام انجیل لوقا ۲۴ باب ۴۹ درس کو پڑھ لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح کے یہ الفاظ ہیں " میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں " اس لفظ موعود سے اُن تمام پیشگوئیوں کی جن کا تمام

پہلی کتابوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔ تصدیق کردی۔ عیسائی صاحبان۔ اگر محمد رسول اللہ پر ان پیشگوئیوں کا اطلاق نہیں کرتے تو ثابت کرکے دکھلائیں۔ کہ اُن کے سوا اور کس شخص پر یہ پیشگوئیاں صادق ہوئی ہیں۔

الغرض کتب سماویہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کا بیان نہایت وسیع ہے۔ اس لئے میں ایک اور مسئلہ کا ذکر کرتا ہوں۔ عیسائیوں کی کوشش اور تعلیم یہ ہے کہ جملہ انبیاء میں (جن کو وہ بھی انبیاء جانتے ہیں) کچھ نہ کچھ نقص و عیب نکالیں۔ تاکہ اکیلے مسیح کا پاک و برتر ہونا ثابت ہو جائے۔ جسم پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب کہ وہ بعض انبیاء کی نسبت بدترین عیوب کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوط پیغمبر نے بیٹیوں سے زنا کیا۔ اور دانشمند سلیمان نے (جن کی کتاب مجموعہ توراۃ میں شامل ہے) اپنی آخری عمر میں بت پرستی کی۔ اور داؤد نبی نے دوسرے شخص کی بیاہتا جورو کو حیلہ سازی سے گھر میں ڈالا۔ اور اسرائیل نے اپنے اندھے باپ کو چھل دے کر اور بڑے بھائی کا روپ بدل کر باپ سے برکت حاصل کی۔

میں لاہور میں تھا۔ کہ وہاں کے لاٹ پادری صاحب نے وعظ کہا۔ کہ مسلمانوں کے نبی معصوم نہیں۔ کیونکہ وہ خود اپنی دعا میں خدا کی حضور کہا کرتے تھے۔ رب انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً میں نے ایک پادری کو اپنے گھر لاکر یہ حدیث دکھلائی جس میں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ ابوبکر صدیق رض کا سوال ہے کہ ہم لوگ نماز میں کونسی دعا پڑھا کریں۔ اور آن حضرت صؐ نے اُن کو مذکورہ بالا دعا سکھلائی ہے۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب! دیکھو اور انصاف کرو۔ کہ آن حضرت صؐ کا اپنے لیئے ان الفاظ کو استعمال کرنا کہاں ثابت ہوتا ہے۔ وہ بولا۔ ہاں اس سے تو ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے کہا۔ انجیل میں ہے۔ کہ ایک شخص نے مسیح کو کہا "اے نیک" مسیح نے فرمایا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک خداوند (متی ۱۹/۱۶)۔

اب دیکھو اس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح نیک نہ تھے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان حضرت مسیح کی نسبت ایسا اعتقاد کرے۔ تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ اسلام میں ضروری ہے۔ کہ ہر ایک نبی کو معصوم۔ پاک از نقص و عیوب سراپا صدق و عفاف یقین کیا جائے کیونکہ اسلامی تعلیم کی رو سے جملہ انبیاء گناہوں سے پاک۔ آلودگیوں سے دور اور بہترین فضائل میں تمام جہان کے لیئے اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں۔ اُن سے کسی نقص یا پلیدی۔ یا عیب و ناپاکی کو منسوب کرنا گمراہی ہے۔ جناب من! اب آپ اندازہ فرمائیں کہ انبیاء کی نسبت مسلمانوں کا عقیدہ پاکیزہ ہے یا عیسائیوں کا۔

مخالفین کے مناظرہ میں قرآن مجید کی تعلیم۔

بعض لوگوں نے دیکھا۔ کہ عیسائی دیگر انبیاء پر نکتہ چینی کرتے ہیں حتیٰ کہ ہمارے سید و مولا نبی کریم کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ تو انہوں نے انجیل میں سے ایسی عبارتیں نکالیں جن سے مسیح میں گھناؤنی عادتیں اور گندی باتیں ثابت ہوں" لیکن میں ایسی باتوں کو مباحثہ کی ضرورت سے بھی پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ ہاں اُن لوگوں پر افسوس ہے جو بحث و مباحثہ کے جوش میں آکر دوسرے کے بزرگوں کو بُرا کہنے لگتے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم تو یہ ہے کہ بتوں کو بھی بُرا نہ کہو۔ کیونکہ بت پرستی کا بطلان کچھ اس طرح پر نہیں ہوتا کہ ہم کسی دیوتا کی مورتی کو گالیاں دینے لگیں۔ بلکہ بُطلان اس طرح ہوتا ہے کہ خدائے واحد کا ہی لائق عبادت و سزاوار پرستش ہونا ثابت کر دکھائیں۔

قرآن مجید اور فلسفہ حال و قدیم۔

آپ نے لکھا ہے کہ قرآن کی تعلیم خدا کی طرف سے نہیں۔ بندہ کی طرف سے ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے نزدیک کوئی سی تعلیم یا کتاب دنیا میں خدا کی طرف سے ہے بھی۔ براہ مہربانی اُس کا نام بتلا دیجیے۔ تاکہ میں قرآن پاک کی تعلیم کی برتری اُس سے ثابت کردوں۔ کیا قرآن پاک کی برتری اور صداقت کی یہ عمدہ دلیل نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید حالیہ فلسفہ کا بھی اُسی استحکام اور متانت سے مقابلہ کر رہا ہے۔ جس خوبی اور کمال سے فلسفہ قدیم کا مقابلہ کیا تھا۔ کیا آپ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں منطق اور فلسفہ کے سامنے پیش کیئے جانے سے صحیح رہ سکتی ہیں۔ کیا ایک آدمی کے جسم کے اندر کئی کئی بھوتوں کا گھس جانا اور نکل جانا کوئی فلسفی تسلیم کر سکے گا" ہاں عیسائیت کا سب سے بڑا

تثلیث کی تعریف اور تاریخ۔

مسئلہ تثلیث ہے۔ لیکن کیا کوئی ذی علم دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ تین در اصل ایک ہوتے ہیں۔ اور ایک فی الحقیقت تین ہوتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے؟ کہ ایک چیز جداگانہ قائم بالذات ایک بھی ہو۔ اور پھر دوسرے جداگانہ قائم بالذات چیز کا ایک تہائی حصہ بھی ہو۔ کیا آپ نے مسئلہ تثلیث کے متعلق کچھ تاریخ سے بھی معلومات حاصل کی ہے۔ یہ ثابت شدہ ہے کہ حضرت مسیح سے ۳۶۰ برس پیشتر افلاطون نے یہ مسئلہ ایجاد کیا تھا۔ کہ خدا علت اولیٰ ہے۔ اور اُس نے عقل اول اور روح اعظم کے ذریعہ سے دنیا کو بنایا ہے۔ علت اولیٰ عقل اول اور روح اعظم تینوں ایک ہی وجود کے تین حصے ہیں۔ افلاطون کا یہ مسئلہ یونانیوں میں خوب مشتہر اور دلنشین تھا۔ جب عیسائیت کے واعظین حضرت مسیح سے ۹۷ برس بعد یونان پہنچے تو اُنہوں نے اہل یونان کو عیسائی بنانے کے لیئے اپنے مذہب میں بھی خدا۔ بیٹا۔ روح القدس کا مسئلہ گھڑ لیا۔ اور لوگوں کو یقین دلایا۔ کہ افلاطون نے جس عقل اول کا ذکر کیا ہے۔ مسیح وہی عقل اول تھا۔ جو مجسم ہو گیا تھا۔ اس مطابقت کی وجہ سے یونانیوں پر عیسائیت نے جلد اثر کیا۔

اور آسمانی تعلیم پر یونانی خیالات نے قبضہ کر لیا۔

جناب من! اگر آپ عیسائیت پر غور فرمائیں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو انسان پرستی سکھلاتا ہے۔ ایک ایسا مذہب ہے۔ جو خدا اور بندوں کے درمیان ایک دیوار بناتا ہے۔ ایک ایسا مذہب ہے۔ جو شریعت کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے حکم توحید کو رد کرتا ہے۔" آپ نے سیدہ ہاجرہ کی ذات پر بھی اعتراض قائم کیا ہے۔ اور اہل عرب کو طعن دیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نے یہ فقرہ صرف عیسائیوں سے سن سنا کر لکھ دیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عیسائی لوگوں نے ہمارے دلوں کو دکھانے کے لیئے ان الفاظ کا اکثر استعمال کیا ہے۔ لیکن یہ الفاظ کچھ ہم مسلمانوں کے لیئے ہی مخصوص نہیں رہے۔ بلکہ سینٹ پال نے اپنے خط میں اُن سب بنی اسرائیل کو جنہوں نے عیسائی مذہب قبول نہ کیا تھا۔ لونڈی بچہ کہا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ صرف سوت اپنی سوت کو غصہ کے وقت لونڈی کہتی رہی ہے۔ اور نہ صرف سوتیلا بھائی اپنے سوتیلا بھائی کو لونڈی بچہ کہہ کر پکارتا رہا ہے۔ بلکہ ایک ماں باپ کی اولاد نے بھی اختلاف مذہب کے وقت اپنے بھائی کو یہی خطاب دیا ہے۔ اگر بہتر بھائی نے بہتر بھائی کو جسم سے لونڈی بچہ ہونے کا الزام دیا تھا۔ تو یہ حقیقی بھائی حقیقی بھائی کو روح سے لونڈی بچہ ہونے کا خطاب کرتا ہے۔" اگر آپ اس مسئلہ کی اور زیادہ افضلیت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو لازم ہے کہ توراۃ میں اُن الفاظ کا انتخاب کریں۔ جو اسحٰق اور اسمٰعیل (علیہما السلام) کے لیئے کہے گئے۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ دونوں کو برابر کا وعدہ۔ برابر کی برکت دی گئی ہے اس کے بعد آپ اُن الفاظ کو دیکھیں۔ جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد بنی قطورہ کے لیئے مستعمل ہوئے ہیں (قطورہ حضرت ابراہیمؑ کے حرم کا نام ہے) اُس وقت آپ کو عین الیقین ہو جائیگا کہ اسحٰقؑ اور اسمٰعیلؑ میں تو کچھ فرق نہیں ہے۔ اور بنی قطورہ میں ان دونوں کی نسبت سے بہت بھاری فرق ہے۔ اِن دلائل کے بعد سیدہ ہاجرہ کی نسبت اس قدر لکھ دینا کافی ہے۔ کہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھی۔ اُن کے والد نے سیدہ سارہ کی عظمت و کرامت دیکھ کر اُس شاہزادی کو اُن کی تربیت میں سونپ دیا تھا۔" آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ کہ قرآن نے مسیح کو روح اللہ کہا ہے۔ اور اس سے مسیح کا ابن خدا ہونا نکلتا ہے" میں کہتا ہوں۔ بے شک قرآن مجید میں حضرت مسیح کی نسبت ہے۔ وَرُوحٌ مِّنْهُ لیکن اس سے حضرت مسیح میں الوہیت کا جز کیونکر ثابت ہوا۔ یا وہ ابن خدا کیونکر بن گئے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی جامع تعریف جو بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے اِنْ هُوَ عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ۔ مسیح ہمارا وہ بندہ ہے جس پر ہمنے اپنا انعام کیا ہے۔ اب جو جو صفات اُنکے بیان ہوئے۔ وہ سب عبدیت کے تحت میں ہیں۔" اگر آپ کو بھی وَرُوحٌ مِّنْهُ کے معنی میں اشکال باقی سمجھتے ہو۔ تو اس فقرہ پر غور کرو جسکو مسلمان ہر روز پڑھا کرتے ہیں۔ رَبُّنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ خدا ہمارا اور فرشتوں کا اور روح کا پالنے والا۔

اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ روح بھی خدا کی مخلوق اور پیدا کردہ ہے۔ اس لیے حضرت مسیح رُوْحٌ مِّنْهُ کا خطاب پاکر بھی خدا کے مخلوق اور بندہ ہی رہتے ہیں۔ نہ کچھ اور۔

اسلام اور بدوی - مسیح اور حواری

آپ نے اپنے خط میں عرب کے بدویوں کی بے علمی اور غیر متمدنی حالت کا ذکر کیا۔ اور اُس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام میں صداقت نہیں۔ جناب من! جو نتیجہ آپ نے نکالا ہے۔ وہ ہرگز صحیح نتیجہ اس واقعہ کا نہیں ہے۔ اچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسیح نے پطرس حواری کو شیطان کہا تھا۔ یوحنا ۶/۷۰۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ مسیح کو یہوداہ اسقریوطی نے تیس روپیہ رشوت لے کر گرفتار کرایا تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسیح اپنے چیدہ شاگردوں کو کم اعتقادو کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا۔ متی ۱۴/۳۱ و ۱۶/۸۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسیح نے حواریوں کو اُن کی بے ایمانی جتلا کر یہ کہا تھا کہ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہوتا تو پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ متی ۱۷/۲۰۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ پطرس نے مسیح کا انکار کر کے مسیح پر لعنت بھیجی تھی متی ۲۶/۷۴۔ اب آپ خود ہی غور فرماویں کہ جس مذہب کے بہترین اشخاص جو رسول کہلاتے ہیں۔ ایسے ہیں کہ ان میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں۔ تو وہ مذہب کیا ہوگا۔

یہ بدوی خواہ بے علم ہیں۔ خواہ وحشی ہیں۔ خواہ اپنے نبی کریم سے چودہ سو برس بعد ہوئے ہیں لیکن اگر آپ ان کے اعتقاد کو جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے ہے۔ اُس اعتقاد سے جو مسیح کے شاگردوں کا مسیح کی نسبت خود مسیح کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے مقابلہ کریں گے۔ تو آپ کو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا۔ اور بے اختیار آپ کو کہنا پڑے گا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

جناب من! اب میں آپ کی سب باتوں کا جواب لکھ چکا ہوں۔ اور اس خط میں اپنی طرف سے اسلام کے متعلق کچھ نہیں لکھتا۔ اگر آپ چاہیں گے تو کسی دوسرے خط میں انشاء اللہ تحریر کروں گا۔ کہ وہ کونسی تعلیم ہے جو اسلام کو تمام آسمانی تعلیمات سے برتر و افضل ثابت کر رہی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے۔ جو بدویوں اور وحشیوں کو بھی ہدایت بخشتی ہے۔ اور فلاسفروں، حکیموں کا سینہ کھول دیتی ہے۔ خط کے خاتمہ پر صرف ڈیڑھ حرفی بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ خط کو غور سے۔ ٹھنڈے دل سے تین بار مطالعہ فرماویں۔ اور خداوند عالم ہادی کل سے دعا کریں۔ کہ وہ آپ کے سینہ کو حق صریح کے لیے کھول دے۔ اگر خط پڑھ کر بھی کچھ اعتراض دل میں کھٹکتے رہیں۔ تو تھوڑے دنوں کے واسطے میرے پاس تشریف لے آویں۔ تاکہ آپ بے تکلف گفتگو کر سکیں۔ والسلام۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

راقم۔ آپ کا خیر اندیش قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ از پٹیالہ۔

یکم اپریل ۱۹۰۶ء

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی حاجی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری نے مدون و مرتب کی ہے۔ علماء سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ اس سے بہتر کوئی کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آجتک کسی زبان میں تالیف نہیں ہوئی۔ جو لوگ اپنے نبی صلعم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی ہیں۔ وہ اس کتاب کو پڑھیں۔ دلمیں سرور۔ آنکھوں میں نور۔ ایمان میں تازگی۔ عقیدہ میں پختگی۔ محبت الٰہی میں استحکام اور اطاعت نبوی میں کمال اہتمام حاصل ہو جاویگا۔

قیمت حصہ اول۔ دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) محصول ڈاک۔ (۷ر)

قیمت حصہ دویم۔ چار روپیہ (للعہ) محصول ڈاک

مصنف کی دیگر مطبوعہ کتب یہ ہیں

(۱) غایت المرام۔ قیمت ۔۔۔ ۸ر

(۲) تائید الاسلام۔ قیمت ۔۔۔ ۸ر

(۳) الصلوٰۃ والسلام۔ قیمت ۔۔۔ عہ/

(۴) معراج المؤمنین۔ قیمت ۔۔۔ ۶ر

(۵) کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

(۶) انجیلوں میں خدا کا بیٹا۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

(۷) واعظین کو نصیحتیں۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

(۸) مہر نبوت۔ قیمت ۔۔۔ ۳ر

(۹) محاکمہ۔ قیمت ۔۔۔ ۰ر

(۱۰) تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام زیر طبع ہے

(۱۱) برہان۔ قیمت ۔۔۔ ر

حالات کربلا معلّٰے۔
سفرنامہ حج۔
رحمۃ العالمین حصہ سوئم۔
} عنقریب چھپ جاوینگے

ملنے کا پتہ

شیخ ہدایت اللہ ضلعدار۔ منیجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ عطر والہ دروازہ

باہتمام ملک چراغدین مالک کیپسٹن پرنٹنگ الیکٹرک ورکس لاہور